



دخترانِ اسلام کیلئے آنڈیل کردار

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

PDFBOOKSFREE.PK

مولانا محمد شرف اصفہانی جلالی

حصہ طمس قیہہ پبلیکیشنز

دوبار مارکیٹ لاہور

042-7115771-0333-8173630

فہرست

- 6 ماں کی گود سب سے پہلی درگاہ ہے
- 8 ازواج مطہرات کی زندگی ایک آئیڈیل کردار
- 9 حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ایمان کامل ایک آئیڈیل کردار
- 12 حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی ایک آئیڈیل کردار
- 14 بیٹی رحمت خداوندی کا پیکر
- 15 امور خانہ داری میں قریش کی عورتوں کا آئیڈیل کردار
- 19 عظیم خواتین کا کردار
- 19 حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آئیڈیل کردار
- 22 حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آئیڈیل کردار
- 25 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آئیڈیل کردار
- 27 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرائض کے علم کا حصول
- 28 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار سخاوت کے لحاظ سے
- 30 حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عشق رسول ﷺ کے لحاظ سے آئیڈیل کردار
- 34 عشق رسول ﷺ میں انصاری عورت کا کردار
- 36 حق گوئی کے لحاظ سے آئیڈیل کردار
- 42 پردہ کے لحاظ سے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار
- 44 خاتون اسلامی اور جہاد
- 46 حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا کی زبان کا اثر

أَحْمَدُكَ اللَّهُمَّ يَا مُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ هُوَ
أَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ ذَوِي الْفَضَائِلِ
أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنْ أَتَقِيتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ
فَيُطْمَعِ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

• الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عظم نوالہ و اعظم شأنہ و اتم برہانہ کی حمد و ثناء اور

حضور سرور کائنات، مفر موجودات، زینت بزم کائنات، دستگیر جہاں، نمکسارِ زماں

سید سروراں، حامی بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد

مصطفیٰ ﷺ کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد:

وارثان منبر و محراب، ارباب فکر و دانش، اصحابِ محبت و مودت، حاملین

عقیدہ اہل سنت

نہایت ہی معزز و محترم حضرات و خواتین سامعین و ناظرین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ اہتمام

فہم دین کورس کے سولہویں پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

دختران اسلام کے لئے آئیڈیل کردار

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و

سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

یقیناً خواتین سوسائٹی کا اہم رکن ہیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کے لئے

باقاعدہ قرآن مجید میں احکامات نازل فرمائے ہیں۔ سید عالم ﷺ نے خواتین کیلئے اپنے

فرائین میں ہدایات کا ایک جامع نصاب فراہم فرمایا ہے بلکہ صحابیات کے تقاضے پر رسول

اکرم ﷺ نے ان کے لئے خصوصی درس کا اہتمام بھی متعدد بار فرمایا تھا۔

ماں کی گود سب سے پہلی درس گاہ

اس حقیقت کا کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا کہ ایک خاتون خانہ کی اصلاح

سے پورے گھر کی اصلاح ہوتی ہے اور گھر کی اصلاح سے قوم کی اصلاح ہوتی ہے،

بلکہ عرب کے ایک بہت بڑے مفکر کہتے ہیں:

الَّامَّ مَدْرَسَةً إِذَا هَدَّبَتْهَا
أَعَدَّتْ شَعْبًا طَيِّبَ الْأَعْرَاقِ

ماں ایک مدرسہ ہے اور ماں ایک درس گاہ ہے

إِذَا هَدَّبَتْهَا

اگر آپ ماں کو مہذب بنادیں، ماں کی اصلاح کر دیں تو کیا ہوگا۔

أَعَدَّتْ شَعْبًا طَيِّبَ الْأَعْرَاقِ

تو آپ ایک پاکیزہ قوم تیار کر لیں گے۔

اس واسطے یقیناً اس میں خواتین کا بڑا اہم کردار ہے اور اس کردار کی اسی منہج

پر تعمیر کی ضرورت ہے جو رب ذوالجلال کو پسند ہے اور جس کی تعلیمات رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے عام فرمائی ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

موجودہ حالات میں عورت کی تعلیم پر زور تو ہر طرف سے دیا جا رہا ہے مگر یہ

بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ کونسی تعلیم ہے کہ جس سے عورت کا عورت ہونا محفوظ رہتا

ہے اور وہ کونسی تعلیم ہے کہ جس سے عورت اپنے نام سے ہی محروم ہو جاتی ہے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نا زن

کہتے ہیں اس علم کو ارباب نظر موت

یعنی جو علم پڑھنے سے عورت عورت ہی نہ رہے تو اس علم کو علم نہیں کہا جاتا بلکہ

اس کو موت کہا جاتا ہے۔ عورت کے لئے علم وہ علم ہے کہ جس کو پڑھ لینے کے بعد اس

کا کردار محفوظ ہوتا ہے اور رب ذوالجلال کی طرف سے جو اس کو نام دیا گیا ہے، اس نام کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔

آج ہمارے لئے یہ سعادت افزاء لمحات ہیں کہ ہم قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں اور رسول اکرم ﷺ کے شائستہ اور شستہ افکار کی روشنی میں نسل نو کے لئے اس پیغام کو عام کر رہے ہیں کہ حقیقی کردار ایک خاتون کا کیا ہونا چاہئے اور اس کو رب ذوالجلال نے کتنی زیادہ عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔

ازواج مطہرات کی زندگی ایک آئیڈیل کردار

قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۲ میں خالق کائنات جل جلالہ کا فرمان ہے:

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ

اے رسول اکرم ﷺ کی ازواج تم دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو

إِنَّ اتَّقِيْتُنَّ

اگر تم تقوی اختیار کرو

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ

اور بات میں تم نرمی پیدا نہ کرو

فَيُطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ

وہ بندہ جس کے دل میں بیماری ہے، لالچ کر سکتا ہے۔

یعنی بات کرتے وقت کہ جب کوئی آدمی چیز لینے کیلئے آتا ہے تو پردے سے

تم نے ان کو چیز دینی ہے اور ایک اجنبی کیلئے گفتگو میں لہجہ سخت ہونا چاہیے

وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا

اور تم کہو اچھی بات

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے سینہ پاک پر قرآن کو نازل کیا ہے اور آپ کے کاشانہ کی عظمت کے پیش نظر جو آپ کے گھر میں آپ کی ازواج ہیں، رب ذوالجلال نے ان سے **direct** گفتگو کی ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ

وحی تو نبی اکرم ﷺ پہ نازل ہوئی لیکن گفتگو آپ کی ازواج سے کی اور ان کو یہ احساس دلایا کہ تمہارا مقام و مرتبہ محبوب ﷺ کی نسبت کی وجہ سے عام عورتوں جیسا نہیں ہے، تمہارا خاص مرتبہ ہے اور تمہارا خاص مقام ہے اور اس مقام کے پیش نظر تمہیں عظیم کردار کی ضرورت ہے۔ بولتے وقت آواز کے لہجے میں بھی وہ ادا ہونی چاہئے کہ جس سے پتہ چلے کہ کاشانہ نبوت سے کسی بات کا جواب آرہا ہے۔ تاکہ قیامت تک کے لئے تمہاری بیٹیاں جو تمہیں امہات المومنین کہیں گی، انکو ایک سبق ملے کہ سید عالم ﷺ کے عقد نکاح میں جو ازواج آئی تھیں، جن کی تربیت رب ذوالجلال نے کی ہے، ان کا جو کردار ہے وہ ہمارے لئے آئیڈیل کردار ہے۔ ان کا جو چال چلن کا طریقہ ہے وہ ہمارے لئے واضح طور پر زندگی گزارنے کا طریقہ ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ایمان کامل، ایک آئیڈیل کردار

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۱۱، ۱۲ میں ارشاد فرمایا۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی ہے۔

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ

جب انہوں نے کہا کہ اے اللہ میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا

وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ

اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے

وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے

فرعون کا گھر فرعون کی وجہ سے نحوستوں والا تھا مگر یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ

وہاں جو گھر والی تھی۔ اس کو رحمتوں کا محور بنایا تھا۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ اس

آیت میں کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بطور مثال چُن کے جن دو خواتین کا ذکر کیا، وہ ایک

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ہیں، دوسری حضرت مریم رضی اللہ عنہا ہیں۔

دونوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بڑے عجیب انداز میں کیا ہے۔ اس کا سبب یہ

تھا کہ جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا تو

فرعون نے آپ پر بڑا تشدد کیا، جلا لیں میں ہے کہ

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو لٹا کر دونوں قدموں پر اور دونوں ہاتھوں پر میخ لگا

دیئے جاتے تھے۔ اس کے بعد سینے کے اوپر پتھر رکھ دیئے جاتے تھے اور پھر ان کو

دھوپ میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس کے باوجود ان کا دل حق کی گواہی دیتا تھا، وہ زبان

سے اللہ کی توحید کا تذکرہ کرتی تھیں اور بار بار اس کا اقرار کرتی تھیں۔

اب اتنے تشدد کے باوجود انہوں نے رب ذوالجلال کا ذکر نہیں چھوڑا، اللہ کی توحید کو نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے ان کے کردار کو ایک آئیڈیل کردار بنا کے قرآن مجید میں پیش کیا کہ جس طرح انہوں نے قربانی دی ہے وہ بہت بڑی قربانی ہے۔

اگر وہ دنیا کو دیکھتی تو ان کو پتہ تھا کہ اگر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھوں گی تو فرعون مجھے نہیں چھوڑے گا بلکہ الٹا مجھ پر وہ تشدد کرے گا اور ایسا ہوا بھی مگر انہوں نے کسی چیز کی پرواہ نہیں کی اور قیامت تک کے لئے انہوں نے حق پرست خواتین کو یہ سبق دیا ہے کہ تم کبھی بھی دنیا کی چمک، دنیا کی آرائش اور دنیا کے کسی فائدے کے لئے حق کی طرف پیٹھ نہ کرنا بلکہ دنیا عارضی ہے اور اس کا مختصر سا وقت ہے، اگر تم مختصر وقت جدوجہد میں، کوشش میں، ابتلاء اور آزمائش میں صبر سے گزار لو گی تو اللہ تعالیٰ تمہیں دائمی سہولتیں عطا فرمائے گا۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو یوں دھوپ میں جب رکھا جاتا تھا۔

فَكَانَتْ إِذَا تَفَرَّقَ عَنْهَا مَنْ وَكَّلَ بِهَا

جب پہرہ دار پیچھے ہٹتے تھے فرعون نے ملازم رکھے ہوئے تھے، جن کی ڈیوٹی تھی کہ تم نے پہرہ دینا ہے کہ کہیں کوئی میخ اکھڑ نہ جائے اور کہیں اس کے سینے سے پتھر ہٹ نہ جائے یا کہیں اس کو کوئی سایہ فراہم نہ کرے، لیکن جونہی وہ لوگ پیچھے ہٹتے تھے تو یہ رب ذوالجلال کی طرف سے اعزاز تھا

اَظْلَمَتْهَا الْمَلَائِكَةُ جلالین: ص: ۴۶۶

فرشتے آ کے اس پر سایہ کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ شان دی تھی اور ان کے کردار کو قرآن مجید میں قیامت تک مضبوط اعصاب والی عورتوں کے لئے بیان کر دیا کہ عورت اگرچہ صنف نازک ہے مگر جب اس میں حق جلوہ گر ہوتا ہے تو پھر فولاد سے بھی مضبوط ہو جاتی ہے، پھر اس کو کوئی چیز شکست نہیں دے سکتی اور کوئی تشدد اس کو راہ حق سے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ یہ جبراً تمند خاتون ہے جو شیطان کی راہوں سے نکل کے آزاد ہو کے رحمان کے جلوے اور عشق میں یوں آباد ہو جاتی ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو اللہ کی محبت سے پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی، ایک آئیڈیل کردار

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

اور مریم بنت عمران جنہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی

فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا

ہم نے ان میں اپنی روح پھونکی

وَصَدَقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ

اور انہوں نے اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتب کی تصدیق کی

وَكَانَتْ مِنَ الْغَائِبِينَ

اور وہ خاتون اللہ کے مطیع بندوں میں سے شمار ہوئی

حالانکہ وہ مومنہ ہے تو قانتات کا بظاہر لفظ استعمال ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ قانتین تو مردوں کے لئے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، قانتین میں سے تھیں۔ حالانکہ ایک عورت کا شمار عورتوں میں ہوتا ہے۔ اگر مسلمہ ہے تو کہا جائے کہ یہ مسلمات میں سے ہے۔ مومنہ ہے تو یہ مومنات میں سے ہے۔ صالحہ ہے تو صالحات میں سے ہے تو جب وہ قانتہ تھیں تو بظاہر چاہئے تھا کہ کہا جاتا

وَكَاَنَتْ مِنَ الْقَانِتَاتِ

وہ قانتات میں سے تھیں۔

یعنی اللہ کی جو مطیع عورتیں ہیں، ان میں سے تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَكَاَنَتْ مِنَ الْقَانِتَيْنِ

وہ قانتین میں سے تھی۔

یعنی وہ کمالات جو کہ مرد بندگی کر کے حاصل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو وہ کردار عطا فرمادیا ہے۔ کہ ہے تو یہ عورت لیکن بندگی کے لحاظ سے مردوں میں شمار ہوتی ہے۔ یعنی انہوں نے بندگی میں اتنی کمائی کر لی ہے اور اس انداز میں رب ذوالجلال کو راضی کیا ہے کہ وہ اونچے اونچے مرتبے جو مردوں کو بڑی جدوجہد اور مجاہدہ کے بعد حاصل ہوتے ہیں، یہ خاتون ہو کے اس بلند مرتبے پر فائز ہو چکی ہے۔

قرآن مجید سے اس موضوع کے مختصر سے پس منظر کے بعد اب تعلیمات نبوی کے لحاظ سے جو عورت کے لئے آئیڈیل کردار ہے وہ سننے کے قابل

ہے۔ بالخصوص اس لئے بھی کہ سید عالم ﷺ نے پہلے عورت کی عظمت کو اجاگر کیا اور پھر ساتھ اس کی ڈیوٹی اور اس کے جو کام ہیں، ان کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔

بیٹی رحمت خداوندی کا پیکر

وہ معاشرہ جہاں بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور جہاں عورتوں کو ایک بالکل الگ تھلگ مخلوق شمار کیا جاتا تھا، اس ماحول کے اندر میرے محبوب ﷺ کا یہ جملہ کتنا عظیم جملہ تھا۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان کشف الغمہ میں موجود ہے۔

وَكَانَ ﷺ يَقُولُ لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتِ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی بچیوں سے کبھی نفرت نہ کیا کرو۔

اگر گھر میں بچی پیدا ہو جائے تو اس سے نفرت نہ کرو، اس سے بیزاری کا

اظہار نہ کرو۔ کیوں؟ فرمایا:

فَاتَّهِنَّ الْمُؤَنَسَاتُ الْفَالِيَاتُ

کشف الغمہ: جلد ۲، ۱: ۲۸۰

یہ بچیاں اپنے باپ سے بڑا انس کرتی ہیں۔

فالیات کا معنی ہے کہ یہ اپنے باپ کی جوئیں نکالتی ہیں، حالانکہ باپ کو جوئیں پڑی ہوئی نہیں مگر ایک خاص تعلق جو بیٹی کا باپ کے ساتھ ہے، باپ لیٹا ہوا ہے، بیٹی چھوٹی عمر میں دوڑتی ہوئی آئی اور اس نے باپ کے بالوں میں کھلی کرنا شروع کر دی، جیسے جوئیں تلاش کر رہی ہے، اس وقت جو ایک باپ کے لئے رحمت

کا سماں ہوتا ہے اور جو بچی اپنی طرف سے باپ کو انس فراہم کر رہی ہے، یہ انس ایک مخصوص انس ہے جو اسے کہیں سے بھی میسر نہیں آ سکتا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان کو رحمت کی علامتیں بنایا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسا انس دیا ہے، اتنا مقدس انس اور مقدس محبت کہ جس کی تجھے مثال نہیں ملے گی۔ تم اپنی بچیوں سے نفرت نہ کیا کرو بلکہ بچیوں سے پیار کیا کرو، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں تمہارے لئے انس کے کتنے سمندر پیدا فرما دیئے ہیں۔

امور خانہ داری میں قریش کی عورتوں کا آئیڈیل کردار

رسول اکرم ﷺ نے یہ احساس دینے کے بعد جو عورت کا سب سے بڑا کام ہے اس کی وضاحت کی کہ عورت کے کام امور خانہ کے ہیں، یہاں تک کہ بخاری شریف کی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۷۶۰ پر ہے کہ

قریش کی عورتیں جو کلمہ پڑھ چکی تھیں جب وہ مکہ شریف سے مدینہ شریف پہنچیں تو ان کے معمولات بار بار نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیان کیے گئے ایک دن رسول اکرم ﷺ نے انکی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ سب سے اچھی قریش کی عورتیں ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صُغُرِهِ

جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو اس سے بہت پیار کرتی ہیں

ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو جتنا یہ بچے سے پیار کرتی ہیں، اتنا دوسری مائیں پیار نہیں کرتیں۔

قریش کی عورتیں اس لئے افضل ہیں کہ اپنے بچے کے ساتھ حالت صغیر اور بچپن میں جس طرح کا یہ پیار کرتی ہیں اور جتنی یہ شفقت اپنے بچوں کو دیتی ہیں، اتنی شفقت دوسرے علاقوں، دوسری قوموں اور دوسرے قبائل کی مائیں اپنے بچوں کو نہیں دیتیں۔ پھر یہاں تک فرمایا:

وَارْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ

بخاری شریف: ۷۶۰/۲

جتنا یہ اپنے شوہر کے مال کا خیال رکھتی ہیں اتنا دوسری عورتیں اپنے شوہر کا خیال نہیں رکھتیں۔

آپ ﷺ نے ان کی افضلیت کی دو وجہ بیان کر دیں۔

ایک ہے اولاد کا خیال اور ایک ہے شوہر کے مال کا خیال۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کی عورتوں کا یہ مقام ہے اور یہ ان کی افضلیت ہے۔

اگرچہ دیگر عورتیں بھی اپنے بچوں سے پیار کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہیں لیکن اس سلسلہ میں جو پہلا نمبر ہے، وہ قریش کی خواتین کا ہے۔ وہ اپنے زوج کے مال کی حفاظت کرتی ہیں زوج کی عزت کی بھی حفاظت کرتی ہیں اور اسکی نسل کی طہارت کی بھی حفاظت کرتی ہیں۔ اس بنیاد پر سید عالم، نور مجسم ﷺ نے خواتین کو جو کردار دیا ہے ان میں سے پہلا کردار وہ ہے کہ جس کا تعلق گھرانے کے

ساتھ ہے فیملی کے ساتھ ہے، شوہر کے گھر کے ساتھ ہے، شوہر کی اولاد کے ساتھ ہے اور شوہر کے رشتہ داروں کے آداب کے لحاظ سے ہے۔ اس کو میرے محبوب ﷺ نے صرف خانہ داری نہیں کہا بلکہ اس کو دینداری بنادیا ہے کہ جس وقت شریعت مطہرہ کی روشنی میں ایک خاتون یہ کام کرے گی تو کوئی نہ کہے کہ یہ محض گھریلو خاتون ہے۔ اصل میں یہی خاتون ہے جو نسل نو کی حفاظت کر رہی ہے، ان کے نیکیوں کے گلشن پر پہرہ دے رہی ہے۔

دوسری حدیث شریف

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ إِمْرَأَةٍ أَطَاعَتْ وَأَدَّتْ حَقَّ زَوْجِهَا
 رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر عورت جو اپنے زوج کی اطاعت کرتی ہے، اس کا کہنا مانتی ہے اور اس کا حق پورا کرتی ہے۔
 وَتَذَكَّرُ حَسَنَاتِهِ

اور اپنے خاوند کی صفتیں بیان کرتی ہے، اس کی خوبیاں بیان کرتی ہے۔
 یعنی اپنی سہیلیوں کے سامنے یا کہیں ایسا موقع ہو، اس کو بیان کرتی ہے۔

وَلَا تَخُونَهُ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ

اس کے مال میں وہ خیانت نہیں کرتی اور اس کی ذات میں بھی خیانت نہیں کرتی۔
 ذات میں خیانت کا تعلق کردار کے ساتھ ہے یعنی یہ اپنا کردار سترار کھتی ہے اور اس کے مال کی بھی حفاظت کرتی ہے تو اس عورت کو کیا ملے گا۔

یاد رکھنا یہ وہ فیصلے ہیں جو عرش کے فیصلے ہیں اور میرے نبی اکرم ﷺ کی

زبان نے بیان کئے ہیں، کل جنت میں پہنچتے پھر جا کے پتہ چلتا تو عورتیں ہاتھ ملتی رہتی کہ کاش ہمیں دنیا میں پتہ چل جاتا تو ہم اس کی مستحق بن جاتیں۔ گھر کے کام میں ہمارے لئے اتنا بڑا فائدہ تھا اور اپنے شوہر کی خدمت میں اتنی فضیلت تھی۔ میرے محبوب ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں:

جس نے اپنے شوہر کو حق دیا ہے، اس کی اطاعت کی ہے اور یہ باتیں اس میں موجود رہی ہیں۔ اس نے اپنے شوہر سے خیانت نہیں کی۔

تو کیا ہوگا؟

كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ

جامع الاحادیث ۳/۲۱۹

جنت میں اس کے اور شہداء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق رہ جائے گا۔ آپ دیکھیں کہ شہید کا مقام کتنا اونچا ہے، اس نے اسلام کے لئے اپنی جان دی ہے اور اس کو دائمی زندگی مل گئی ہے۔ شہید کا جنت میں بڑا اونچا محل ہے اور جنت میں بہت اونچی شان ہے۔ یہ عورت جو اپنے گھر بیٹھی اپنے گھر پہ پہرہ دے رہی ہے۔ خاوند کی عزت اور اپنی عزت پر پہرہ دے رہی ہے۔ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر رہی ہے۔ اس کو سید عالم ﷺ نے آئیڈیل کردار ہی نہیں دیا بلکہ اس کے کردار کی عظمت کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔ فرمایا:

اگر وہ خدمت کرے گی، وہ محروم نہیں ہے، اس کو اتنا کچھ ملے گا کہ جنت میں اس کے اور شہیدوں کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق رہ جائے گا۔

اور رسول اکرم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا:

أَنَا وَأَمْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَيْنِ كَهَاتَيْنِ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ

مشکوٰۃ: ج ۸ ص ۴۹

میں اور وہ عورت جو اپنے بچوں کی دیکھ بال میں میلی کچلی رہتی ہے، اسکو اپنے کپڑے دھونے کا وقت بھی نہیں ملتا اور اسکو اپنی زیب و زینت کا وقت ہی نہیں ملتا، اس کی اولاد کافی ہے ان کا کھانا پکاتی ہے، کپڑے دھوتی رہتی ہے۔

سفعاء الخدین کا مطلب یہ ہے کہ اس کے رخساروں کا رنگ اڑ گیا ہے۔ اپنے بچوں کی خدمت کر کر کے وہ زرد مائل ہوئی ہے۔ وہ بہت زیادہ کام کرتی ہے میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں:

میں اور وہ قیامت کے دن دو انگلیوں کے ملنے کی طرح ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اس کو اتنا بلند مقام عطا فرمائے گا کہ اب دیکھو رسول اکرم ﷺ جو کردار دے رہے ہیں اور کردار پر جو حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں، دنیا کے کسی چارٹر میں ایک خاتون کو یہ عظمت نہیں دی گئی ہے، یہ اسلام کا دامن ہے کہ جس نے ایک خاتون کو عظمتوں کے کئی آسمان عطا فرمائے ہیں۔

عظیم خواتین کا کردار

اب بطور مثال چند عظیم خواتین کا جو کردار ہے، اس کو ہم سامنے رکھتے ہیں۔

اس میں ہماری ماؤں اور بہنوں کے لئے کتنا سبق موجود ہے۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا آئیڈیل کردار

سب سے پہلے اس عظیم خاتون کا کردار جو ایک جہت میں ساری عظمتوں کی

مستحق ہیں، سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کائنات کو جتنا بڑا تحفہ دیا ہے، اتنا بڑا تحفہ اور کوئی ماں کائنات کو نہیں دے سکی۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا کردار البدایہ والنہایہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَهِيَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدَةٌ تَسَاءُ قَوْمَهَا

جس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے شادی کا معاملہ طے ہو رہا تھا،

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اس سے پہلے بھی اپنے کردار کے لحاظ سے پوری قوم کی سیدہ شمار ہوتی تھیں۔

یعنی خلقا تنا اچھا تھا اور کردار اتنا صاف تھا، صفات اتنی عمدہ تھیں اور حیا اتنی

تھی کہ انہیں پیکر صدق و صفا اور حکیمۃ القوم کہا جاتا تھا یہ پوری قوم کی حکیمہ ہیں۔ یعنی

پوری قوم کی حکمت ان کے پاس ہے اور پوری قوم کی دانائی ان کے پاس ہے پھر جس

وقت انہوں نے وہ لمحہ دیکھا جب ابواء کی پہاڑی کی چوٹیاں تھیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

کے آخری لمحات تھے رسول اکرم ﷺ اپنی ننھی سی عمر میں اپنی والدہ کے ساتھ تھے اور

مدینہ شریف سے واپسی ہو رہی تھی۔ ابواء کی چوٹیوں پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے

وصال کا وقت قریب آ گیا، اس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو جملہ بولا تھا، وہ

قیامت تک کی ماؤں کے لئے ایک سونے کی شیلڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں، میں آج دنیا سے جا رہی ہوں

كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَكُلُّ جَدِيدٍ بَالٍ وَكُلُّ كَبِيرٍ يَفْنَى وَأَنَا مَيِّتَةٌ وَذِكْرِي بَاقٍ

وَقَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا وَوَلَدْتُ طَهْرًا

البدایہ والنہایہ: ۲/ ۲۷۹

آپ فرمانے لگیں:

ہر زندہ نے فوت ہونا ہے اور ہر نئی چیز کو پرانا ہونا ہے۔ مفکرہ کائنات اور
حکیمہ امت کی گفتگو سنئے۔

فرمایا:

ہر زندہ مرجائے گا اور ہر نئی چیز پرانی ہو جائے گی اور ہر بڑی عمر ولا فنا
ہو جائے گا یہ کوئی نئی بات نہیں کہ میں دنیا سے جا رہی ہوں، یہ بات کائنات کے دولہا
کے ساتھ، اپنے بیٹے کے ساتھ کر رہی ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی والدہ کے
سرہانے بیٹھے ہیں۔

ابواء میں جن لوگوں نے قبر مبارک کی زیارت کی ہے، وہ اس بلند چوٹی کا
نصو کریں، جہاں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بیٹھی یہ نصیحت کر رہی تھیں کہ میں جا رہی
ہوں مگر میرے بیٹے حوصلہ رکھنا

اَنَا مَيِّتَةٌ

میں ابھی فوت ہو جاؤں گی

وَذِكْرِي بَاقٍ

لیکن قیامت تک میرے تذکرے ہوتے رہیں گے، قیامت تک مجھے یاد

رکھا جائے گا۔ کیوں؟

قَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا

میں ویسے نہیں جا رہی، میں دنیا کو خیر دے کے جا رہی ہوں، میں نے خیر چھوڑا ہے۔

وَوَلَدْتُ طَهْرًا

اور میں نے طہارت کو جنم دیا ہے، میں نے دنیا کو طہارت دی ہے، میں دنیا کو نفاست دے کے جا رہی ہوں۔

اب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے قیامت تک کی ماؤں کے لئے یہ پیغام دیا کہ اگر تم دنیا سے اس حال میں جاؤ کہ تم نے سوسائٹی کو کوئی نیک بیٹا دیا ہے یا کوئی نیک بیٹی عطا کی ہے تو پھر حوصلہ رکھو کہ تم مر کے بھی مر نہیں سکو گی، تمہارا نام باقی رہے گا، تمہارا کردار باقی رہے گا۔

اور اگر تم جا رہی ہو، جنم تم نے کئی دیئے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو معاشرے کیلئے ابر کرم ہو یا رحمت ہو یا تھوڑی سی روشنی ہو، وہ سارے بیٹے اور بیٹیاں تمہارے نام کو بقاء نہیں دے سکیں گے اور اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارا نام باقی رہے تو پھر اپنی اولاد کی یوں تربیت کرو کہ تم چلی بھی جاؤ مگر تمہاری قبر پھر بھی کائنات کو خوشبو بخشی رہے۔

تاریخ انجیس میں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی یہ پوری تقریر موجود ہے۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا آئیڈیل کردار

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یہ وہ عظیم خاتون ہیں کہ جس وقت اسلام کے لئے میرے محبوب ﷺ نے قدم اٹھایا تو جو دوسرا قدم ساتھ اٹھا وہ حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا قدم تھا اور یہ خواتین اسلام کے لئے ایک عظمت ہے

کہ سید عالم ﷺ جب حراء سے اتر کر نیچے آئے اور آپ نے دعوت حق کا اظہار کیا سب سے پہلے اس دعوت پر جس نے لبیک کہا تھا، وہ ایک خاتون تھیں، اور سب سے پہلے اس دعوت کا جھنڈا لے کے جونکی، وہ اک خاتون تھیں۔

سب سے پہلے شریعت کی تنفیذ کے لئے اور اس کے اجراء کے لئے ہمارے مہی اکرم ﷺ کے ساتھ جس نے کوششیں کی ہیں وہ ایک خاتون تھیں۔ ان کے فوراً بعد دوسرے مرحلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنے والے ہیں اور آگے دین کو پھیلانے والے ہیں۔

جس وقت محبوب ﷺ گھر آئے تو سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے بات سنی ہے اور ساتھ حوصلہ بھی فراہم کیا ہے۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ کو پہلی وحی کے بعد تڑپ یہ تھی کہ ذمہ داری بہت بڑی آگئی ہے۔ اب اس کو نبھانا بھی ہے، اس کیلئے بہت زیادہ کوششیں ہیں۔ سب کچھ سامنے تھا۔ مکہ شریف سے نکلنا اور بدر میں تلواریں چلانا حنین کے معرکے، یہ ساری ذمہ داریاں پیش نظر تھیں۔

جس وقت آ کے اپنی اہلیہ محترمہ سے یہ اظہار کیا کہ میرے ساتھ یہ معاملہ ہے اور میں یہ دیکھ رہا ہوں تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں:

كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا

ہرگز نہیں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھے کبھی پریشان نہیں کرے گا۔

کیوں؟

إِنَّكَ لَتَتَّبِعُ الرَّحِمَ

آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔

وَتُحْمِلُ الْكُلَّ

اور لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہو۔

یہ پہلے دن جو شان بیان ہو رہی ہے کہ تم لوگوں کے مشکل کشا ہو، حاجت روا ہو اور جن کے بوجھ کوئی نہیں اٹھاتا، ان کے بوجھ تم اٹھاتے ہو۔

وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ

جن کو کوئی کما کے نہیں دیتا، تم ان کو کما کے دیتے ہو

وَتَقْرِي الضَّيْفَ

اور تم مہمان نوازی کرتے ہو۔

وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ

بخاری شریف: ۳/۱

اور جب بندوں پر مصیبتیں آجائیں تو مددگار تم ہوتے ہو۔

یہ ساری صفیتیں جب رب نے تمہیں دی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو غمگین نہیں کرے گا، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا یہ اندازہ تھا اور یہ تجزیہ تھا کہ جس رب نے اتنی بڑی شانیں تمہیں دی ہیں، اس رب نے جو ڈیوٹی دی ہے تو تمہارا خلق بتاتا ہے کہ تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی، تم سارے امتحانات میں پاس ہو جاؤ گے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جو یہ انداز ہے اس میں ایک طرف تو خواتین کے لئے یہ سبق ہے کہ جس وقت کوئی اہم معاملہ شوہر کے ساتھ پیش آجائے تو یہ نہیں کہہ وہ آگے حق کی خلاف ورزی میں نکل آئیں۔ وہ ایک نیکی کا فیصلہ کر کے آگیا ہے

اور یہ آتے ہی اس کو روکنے میں مصروف ہو جائیں، اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں یا یہ کہے کہ یہ کام ہو نہیں سکے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو تقریر کی ہے، اگرچہ وہ کام ایک مستقل نوعیت کا تھا، اس کام کا تصور اور کہیں ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ نبوت آسکتی ہے اور نہ کوئی ایسا اعلان کر سکتا ہے لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خواتین کو یہ سبق دیا ہے کہ جس وقت تمہارا شوہر نامدار کوئی منصوبہ بنا کے آجائے اور کام وہ اچھا ہو تو تمہارا یہ کام ہے کہ اس کی سیرت میں جو حوصلہ افزائی والی باتیں ہیں، وہ سامنے رکھو اور حوصلہ افزائی کرو اور تم اس کام کی تکمیل کے لئے اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کردار نے ایک طرف تو قیامت تک کے لئے دین حق کی جڑوں کو سیراب کرنے والا پانی عطا فرمایا ہے اور دوسری طرف آپ نے خواتین اسلام کو ایک چمکتا کردار عطا فرمایا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا آئیڈیل کردار

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو جس وقت ہم دیکھتے ہیں تو ان کا کردار بڑا عظیم کردار ہے، میرے نبی ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں:

لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِيْهِنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَكْثَرَ مِنْ عِلْمِهِنَّ

طبرانی معجم الکبیر: ۱۸۴/۲۳

اس پوری امت کی عالمات کو، فاضلات کو، محدثات اور مفسرات کو،

مفکرات، مجتہدات اور فقہیات کو ایک طرف رکھ دیا جائے ان میں ازواج مطہرات بھی ہوں تو رسول اکرم ﷺ کی ساری امت کی پڑھی لکھی خواتین ایک طرف ہوں اور دوسری طرف اکیلی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے بھاری ہوگا۔

اتنا زیادہ اللہ نے انکو علم دیا اور ان کو اس انداز کی فقاہت دی ہے، نبی اکرم ﷺ نے تو صحابہ کرام سے کہا تھا:

خُذُوا شَطْرَ دِينِكُمْ عَنِ الْحَمِيمِ

الاسرار المرفوعہ: ۳۸۹

اے میرے صحابہ! حمیراء رضی اللہ عنہا سے آدھا دین سیکھ لینا۔

اس حدیث شریف میں آپ کو حمیراء کہا گیا ہے۔ روایت حدیث کے لحاظ سے آپ کو دیکھیں اگرچہ سارے صحابہ کا کتنا بڑا علمی مقام ہے لیکن ایک صحابی کے سوا باقی سارے صحابہ کرام میں سے جس نے زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کے باقی تمام صحابہ کرام میں سے جن کا حدیث روایت کرنے میں پہلا نمبر ہے، وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۳۷۴ (پانچ ہزار تین سو چوہتر) حدیثیں روایت کی ہیں اور ان کے بعد دوسرا نمبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے، جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ۲۲۱۰ (دو ہزار دو سو دس) حدیثیں روایت کی ہیں اور

لَقَدْ رَأَيْتُ الْأَكَابِرَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
یعنی میں نے رسول اکرم ﷺ کے اکابر صحابہ کو دیکھا ہے۔

يَسْأَلُونَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الْفَرَائِضِ
وہ فرائض کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فتویٰ لیتے تھے۔

وہ صحابہ کرام کہ جن کی شان یہ ہے کہ
أَصْحَابِي كَالنَّجُومِ فَبِأَيِّهِمْ أَقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ
مشکوٰۃ شریف: ۵۵۴

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی تم اقتداء کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔
صحابہ کرام جو خود ہدایت کے ستارے ہیں مگر ان کو بھی جو ہدایت عطا کرے،
اس کا کتنا بڑا مقام ہے۔ اس واسطے اسلام میں عورتوں کا جو کردار ہے، وہ بہت عظیم
ہے، جس نے قیامت تک کے لئے ایک راہ دی ہے کہ گھر کے کام کاج کے ساتھ
ساتھ دین کا علم حاصل کرنا چاہئے اور یہ پیچھے جو ورثہ آ رہا ہے، یہ آسانی کی دلیل ہے۔
یہ دین ایسا نہیں ہے کہ اس کو مرد پڑھے تو آجائے اور عورت پڑھے تو اس کو
نہ آئے، نہیں نہیں، پیچھے دین کا منبع جو ہے، وہاں سے نصف دین آ رہا ہے اور حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے آ رہا ہے تو پتہ چلا کہ عورت کے لئے اس
میں مناسبت بھی موجود ہے اور آسانیوں کا پہلو بھی موجود ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کا کردار سخاوت کے لحاظ سے

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت کا کردار ہماری بیٹیوں کو

میں ایسا کرتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کے انداز میں کہا کہ تم نے مجھے اس وقت مشورہ دینا تھا، اب مجھے مشورہ دے رہی ہو۔

یعنی اس سخاوت میں بھی اتنا ان کا مقام ہے اور اس قدر ریاضت و مجاہدہ ہے، رب نے اتنا دیا ہے اور اس کو پھر رب کے راستے میں یوں دے دیا ہے کہ کچھ بھی پاس نہیں رکھا سب تقسیم کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یہ کھلے ہاتھ انکے علم کے ساتھ ساتھ ان کے اس وصف کو بھی اجاگر کر رہے ہیں اور خواتین اسلام کے جو آئیڈیل کردار ہے اس کے لحاظ سے سخاوت والے پہلو کو اجاگر کر رہے ہیں۔

عشق رسول ﷺ میں آئیڈیل کردار

اب چند شعبے ہیں ان کے لحاظ سے خواتین کا ایک مستقل گوشہ ہے اور وہ بھی آج بڑا ضروری ہے۔ خواتین اسلام کے لئے جو عشق رسول ﷺ میں کردار آئیڈیل ہے، وہ کیسا ہونا چاہئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ انسان اس کو لے کر ساری زندگی سوچتا رہے تو کبھی بھی اس کی مٹھاس ختم نہ ہو۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عشق رسول ﷺ کے لحاظ

سے آئیڈیل کردار

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج مطہرات کا جو تعلق ہے اور اس

طَوَّهٖ دُونَهُ

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ نے بستر لپیٹ دیا۔

ابوسفیان حیران رہ گئے، کتنے سالوں کے بعد بیٹی کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے اور میں بیٹھنے لگا ہوں تو بیٹی نے بستر ہی اٹھا دیا ہے۔ ابوسفیان کو دوہرا خیال آیا۔ اس نے کہا فیصلہ کروانا چاہئے کہ میری بیٹی نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ کہنے لگے:

يَا بَنِيَّةَ ارْغَبِي هَذَا الْفِرَاشَ عَنِّي

اے میری بیٹی! اس بستر کو تم نے میرے بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھایا مجھے اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھا۔

دونوں پہلو ہو سکتے ہیں۔ تم سمجھتی ہو کہ میرا باپ قریش کا سردار ہے اور یہ بستر اتنا اچھا نہیں ہے کہ اباجی کو اس پر بٹھاؤں، اس لئے تم نے سائیڈ پر کر دیا ہے یا اس لئے سائیڈ پہ کیا ہے کہ یہ بستر بڑا عالی شان ہے اور میں اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہوں۔ جس وقت ابوسفیان نے پوچھا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا جواب کتنا عجیب تھا۔

قَالَتْ بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

کہنے لگیں یہ تو اللہ کے رسول ﷺ کا بستر ہے یہ بات نہیں کہ یہ بستر تمہارے شایان شان نہیں بلکہ اس بستر کے تم مستحق نہیں ہو۔ تم اس پر نہیں بیٹھ سکتے، تمہارا یہ مقام نہیں ہے کہ تم اس بستر پہ بیٹھو، مطلب یہ تھا اس پہ وہ بیٹھتے ہیں جو اللہ کے عرش پہ بھی جا کے بیٹھتے ہیں۔

بَلْ هُوَ فَرَأَشُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

یہ اللہ کے محبوب ﷺ کا بستر ہے۔

وَأَنْتَ أَمْرٌ نَجَسٌ

صفۃ الصفوة: ۴۶/۲۰ ازواج النبی: ص ۱۶۴

اور تم پلید بندے ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ

سورۃ توبہ: ۲۸

بیشک مشرک پلید ہیں تم سراسر پلید ہو۔ کون بیٹی اپنے باپ کو یوں کہتی ہے۔

یہ عشق رسول ﷺ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دل میں بول رہا تھا۔

فرمایا:

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

میرے باپ تم باپ تو ہو مگر تم مشرک ہو، پلید ہو اور میں کسی مشرک کو اپنے

پاک محبوب ﷺ کے پاک بستر پہ بیٹھنے دوں گی۔

قیامت تک کے لئے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کی آنکھیں کھول دیں،

آج جو کہتے پھرتے ہیں کہ ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے لئے

باقاعدہ یہ سبق رکھا کہ باپ میرا ہے اور معاملہ صرف بستر پہ بیٹھنے کا ہے، آگے تو کوئی

بات نہیں ہے مگر میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا کہ جس بستر پر میرے نبی ﷺ بیٹھیں، اس

بستر کو عام بستروں جیسا سمجھا جائے۔ نہیں بلکہ اس بستر کی بھی کوئی مثال نہیں ہے۔

اگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو بیٹھنے بھی نہیں دیا اور منہ پہ

ان کو پلید کہا، کافر و مشرک کہا اور بستر کی عظمت کو بیان کیا، تو انہوں نے قیامت تک کے لئے اپنی بیٹیوں کو یہ پیغام دے دیا کہ جس پیغمبر کے بستر کی مثال کوئی نہ ہو، اس پیغمبر کے سر کی مثال کیسے ہو سکتی ہے۔

یہ عشق رسول ﷺ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دیا ہے اور یہ خواتین اسلام کیلئے آئیڈیل کردار ہے۔ اگر آج بھی کوئی بیٹی سمجھتی ہے کہ اس کا باپ نبی اکرم ﷺ کی توہین کرتا ہے اور گستاخی کرتا ہے، تو اس بنیاد پر محبوب ﷺ کے عشق کو نبھاتے ہوئے اسکو یہ اعلان کرنا چاہیے کہ وہ محبوب ﷺ جس بستر پہ بیٹھ جائیں ہیں، رب ذوالجلال تو اس بستر کو بھی بے مثال بنا دیتا ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا یہ جملہ بھی اثر کر گیا اور بالآخر وہ وقت ہیں کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بھی کلمہ اسلام نصیب ہوا یا وہ بھی مومن ہو گئے، اس سے پتہ چلا کہ ایمان کوئی کچی لسی کا نام نہیں ہے کہ کافر باپ آجائے یا کافر ماں آجائے، اس کے ساتھ ہو جائے، نہیں نہیں، اسلام نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا ہے۔

محمد ہیں متاع عالم ایجاد سے پیارے

پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارے

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ثابت کیا اباجی اگر تم عاشق رسول ﷺ ہو تو پھر عزت والے اباجی ہو اور اگر تم میرے محبوب ﷺ کو نہیں مانتے تو میں تجھے مشرک کہوں گی، پلید کہوں گی اور کبھی بھی اپنے محبوب ﷺ کے بستر پہ نہیں بیٹھنے دوں گی۔

عشق رسول ﷺ میں انصاری عورت کا کردار

عشق رسول ﷺ کا مزید آئیڈیل کردار دیکھئے۔

جب احد کی جنگ ہوئی تو مدینہ شریف میں ایک بڑی ناخوشگوار سی خبر آئی۔ وہ محبوب ﷺ کی شہادت کی خبر تھی یہ سنتے ہی ایک انصاری عورت گھر سے نکلتی ہے اس کو اس سلسلے میں بڑی تشویش ہے، سامنے سے ایک دستہ آرہا ہے، اس سے پوچھتی ہے۔

مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

محبوب ﷺ کا حال کیا ہے؟

افواہ کے لفظ نہیں بولتی، آپ کا حال پوچھتی ہے کہ حال کیا ہے، تو کہنے لگے:

قُتِلَ أَخُوكَ

تمہارا تو بھائی شہید ہو گیا۔

اب یہ پوچھتی نہیں ہے کہ بھائی کہاں شہید ہوا، لاشہ کہاں پڑا ہے اور کس انداز میں ہے، آگے جاتی ہے، پھر ایک وفد آتا ہے، ان سے پوچھتی ہے

مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

اللہ کے محبوب ﷺ کا کیا حال ہے؟

وہ کہتے ہیں:

قُتِلَ أَبُوكَ

تمہارا تو والد بھی شہید ہو گیا۔

اب یہ صنف نازک ہے، دو تیر غم کے چھ گئے ہیں، مگر پھر بھی رکی نہیں، آگے

جاتی ہے، اب ان کے بارے میں نہیں پوچھتی بلکہ پھر بھی یہ ہی پوچھتی ہے:

مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

مجھے یہ بتاؤ میرے رسول ﷺ کا کیا حال ہے؟

تو آگے سے خبر ملتی ہے

قُتِلَ زَوْجُكَ

تمہارا تو خاوند بھی شہید ہو گیا۔

اب تین شہادتوں کی خبر مل گئی۔

أَصِيبَ زَوْجُهَا وَأَخُوهَا وَأَبُوهَا

باپ بھی، بھائی بھی اور روج بھی سارے شہید ہو گئے۔

یہی عورت کے سہارے ہوتے ہیں، اس کے سارے سہارے ختم ہو گئے

ہیں لیکن پھر بھی ابھی شکست نہیں کھائی، کہتی ہے مجھے یہ بتاؤ:

مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

میرے محبوب ﷺ کا کیا حال ہے؟

صحابہ کرام نے کہا:

هُوَ بِحَمْدِ اللَّهِ كَمَا تَحِبُّنَ

وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں، جیسے تم چاہتی ہو، ویسے ہی ہیں۔ اللہ کے فضل

سے بالکل درست ہیں اور ٹھیک ہیں۔

کہنے لگی:

أَرُونِيهِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ

مجھے ایک بار دکھاؤ تب مجھے چہن آئے گا،

اگرچہ یقین ہے کہ صحابہ کرام سچ بولتے ہیں۔ مگر کہنے لگی مجھے دکھاؤ۔

جس وقت نبی اکرم ﷺ کا چمکتا ہوا چہرہ دیکھا تو کہتی ہے:

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ

عیون الاثر: ۲/۳۳

تمہارے دم سے ہے آباد میرا گلشن ہستی
جو تم ہو تو خزاؤں کا کوئی خطرہ نہیں مجھ کو

یا رسول اللہ ﷺ میرا سہارا میرا خاوند نہیں، میرا سہارا میرا باپ نہیں، میرا
سہارا میرے بھائی نہیں، میرا دونوں جہاں میں سہارا تم ہو اور اگر تم صحیح ہو تو مجھے کونسا
غم پریشان کر سکتا ہے۔

اس خاتون کا عشق دیکھو، اس انداز میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنی محبت
کا اظہار کرتے ہوئے وہ ساری شہادتوں کے غم ایک طرف اور محبوب ﷺ کے ٹھیک
ٹھاک ہونے والی خوشی سارے غموں پہ غالب آگئی ہے۔

اس طرح کا عجیب منظر حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے ہیں۔
مدینہ شریف میں رات کا وقت تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو
گشت کر رہے ہیں

فَرَأَى مُصْبَا حَافِي بَيْتٍ

آپ نے ایک گھر میں چراغ جلتے ہوئے دیکھا۔

آپ کو تجسس ہوا کہ رات کا آخری پہر ہے اور گھر میں چراغ کیوں جل رہا ہے

فَرَأَى عَجُوزًا تَنْفُسُ صُوفًا

کیا جنت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اتنی دیر تک میں تڑپتی رہوں گی، مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ میری اپنے محبوب ﷺ سے ملاقات کیسے ہوگی، کیا مروں گی تو مرنے کا پتہ نہیں، وقت معین ہے، کب جا ملوں گی۔ رورہی ہے، رات کا آخری پہر ہے اور وہ چرخہ کات رتی ہے۔

جس وقت وہ یہ شعر پڑھ رہی تھی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گلی میں کھڑے ہو کے سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور روتے روتے دروازے پہ دستک دی آپ نے جب دروازہ کھٹکھٹایا:

فَقَالَتْ مَنْ هَذَا؟

اس نے کہا دروازہ پر کون ہے؟

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
www.pdfbooksfree.pk

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں عمر بن خطاب ہوں۔

میں بھی اندر آنا چاہتا ہوں، کہنے لگی:

مَالِي وَلِعُمَرَ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ؟

عمر کو میرے ساتھ اس وقت کیا کام ہے۔

میری نعت میں تو نے خلل ڈالا ہے، عمر دروازہ کیوں کھٹکھٹاتا ہے، یہ آخری

وقت ہے، میں اپنے محبوب ﷺ سے بات کر رہی ہوں

مَالِي وَلِعُمَرَ

عمر کون ہوتا ہے میرا دروازہ کھٹکھٹانے والا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی اس نعت میں شریک ہونا چاہتا ہوں، دروازہ کھولو تو سہی۔

فَقَالَ افْتَحِي يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَلَا بَأْسَ

آپ نے کہا: دروازہ کھولو، اللہ تجھ پہ رحم کرے، کوئی حرج نہیں، میں امیر المومنین ہوں۔

تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے، میں دروازہ کھولنے کے لئے کہہ رہا ہوں، جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر اس بڑھیا نے دروازہ کھولا تو آپ نے فرمایا:

أَدَى الْكَلِمَاتِ الَّتِي قُلْتِهَا أَنْفًا

وہی کلمات پھر پڑھو جو تم ابھی پڑھ رہی تھیں، اس نے پھر وہی پڑھنا شروع کر دیا۔

جس وقت وہ عورت پڑھتے پڑھتے

هَلْ يَجْمَعُنِي وَحَبِيبِي الدَّارُ

پر پہنچی تو عمر کہنے لگے، اگلا مصرعہ میرے بارے میں بھی شامل کر دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے

وَعُمَرُ فَاغْفِرْ لَهُ يَا غَفَّارُ

نسیم الریاض: ۴۲۸/۴

اے غفار عمر کو معاف کر دے، عمر کو بخش دے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ رحمتوں کے نزول کا وقت ہے، اس بوڑھی صحابیہ پر عشق کا اس وقت عروج ہے۔ اس نعت میں ایک مصرعہ عمر کے بارے میں شامل ہو جائے گا تو عمر کی مغفرت ہو جائے گی۔

یہ ہیں اسلام کی مائیں اور اسلام کی خواتین۔ اور اسلام میں عشق رسول کے لحاظ سے جو خواتین کو کردار دیا گیا ہے کہ راتیں گزر رہی ہیں، عشق رسول ﷺ کا وظیفہ پڑھا جا رہا ہے اور اس انداز میں وہ خالص عشق ہے کہ انہیں کائنات کی کسی چیز سے کوئی سروکار نہیں ہے اور اپنے محبوب ﷺ کے عشق میں آنکھیں بہا رہی ہیں۔

حق گوئی کے لحاظ سے آئیدیل کردار

مختشم سامعین حضرات!

اگر یہی کردار حق گوئی کے لحاظ سے خواتین ڈھونڈنا چاہیں تو کہاں ملے گا۔

حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں

یہ بات موجود ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَصْدَقَ لِهَجَةٍ مِنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الَّذِي وَلَدَهَا

حاکم فی معرفۃ العماۃ: ۳/۴۷۶ سیر اعلام النبلاء: ۳/۴۳۲

مجھے سب سے سچا لہجہ جن کا ملا ہے، میرے مطالعہ کے مطابق وہ نبی ﷺ کے

بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

حضرت فاطمہ کی صداقت کی گواہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دیتی

ہیں کہ ان کے بعد جن کی یہ بیٹی ہیں، پہلے اُن کا ہے پھر ان کا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ جو اصدق لہجہ ہے، اس میں امت کی بیٹیوں کے لئے سبق ہے کہ صرف ان سے محبت کافی نہیں ہے بلکہ ان کا کردار ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ جس وقت اتنا شائستہ کردار اور اتنی صداقت ان میں ہے کہ کسی معمولی سی بات میں یہاں تک کہ بچوں کے ساتھ مذاح کرتے ہوئے بھی جھوٹ نہیں بولنا اور ہر وقت سچ بولنا ہے۔ جنہوں نے سب سے زیادہ خواتین اسلام میں یہ نام پیدا کیا ہے، ان کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔

پردہ کے لحاظ سے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا کردار

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے والد کی ایک لونڈی تھی، اس لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کا اس بچے کے بارے میں جھگڑا تھا، کہ یہ میرا بچہ ہے اس لئے انہوں نے حضرت سعد کو وصیت کی کہ یہ بچہ تم اس سے لے لینا جب فتح مکہ ہوئی تو اس بچے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ عبد بن زمعہ کہتا تھا کہ یہ میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے لہذا یہ میرے ابا جی کا بیٹا اور میرا بھائی ہے۔ حضرت سعد کہتے تھے کہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور میرا بھتیجا ہے۔

جب یہ فیصلہ رسول اکرم ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے قانون کے مطابق فیصلہ کیا کہ جس کی وہ لونڈی ہے بیٹا اس کا شمار ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بیٹا زمعہ کا

شمار ہوگا اور عبد کا بھائی ہوگا، لہذا یہ سعد بن ابی وقاص کو نہیں دیا جائے گا۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ جو شریعت کا فیصلہ تھا وہ تو میں نے کر دیا اس کے مطابق یہ بچہ تیرا بھائی بنتا ہے لیکن اس کی شکل عتبہ کے ساتھ ملتی ہے، اس لئے آپ نے فرمایا:

أَحْتَجِبِي عَنْهُ

تم پر اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔

اگرچہ تمہارا بھائی بنا اور فیصلہ تمہارے بھائی کی شکل میں اس کا ہوا کہ تم زمعہ کی بیٹی ہو اور یہ زمعہ کا بیٹا ہے مگر اس کا چہرہ میں نے عتبہ کے ساتھ ملتا دیکھا ہے۔ اس واسطے تم پر اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooks

مَا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

بخاری شریف: ۲۷۶/۱

وفات تک حضرت سودہ نے اپنے بھائی کا منہ نہیں دیکھا۔ فرمایا:

جس وقت رسول اکرم ﷺ نے مجھ پر اس سے پردہ لازم کر دیا ہے تو میں پردہ کر کے دکھاؤں گی۔

اس لحاظ سے جہاں جہاں جن رشتوں کے لحاظ سے پردہ نہیں ہے اور جن کے لحاظ سے پردہ ہے ان بہترین شخصیات کے کردار کے اندر غیر محرم کیلئے ایک آئیڈیل کردار ہے کہ جنہوں نے خود ایسا عمل ثابت دیا کہ رسول اکرم ﷺ نے جو حکم فرمادیا، اس کے مطابق زندگی گزاری ہے اور جس کے کردار کو بھی دیکھو گے، وہ

کہا آگے بڑھ کے حملہ کرتے ہوئے شہید ہوئے یا پیٹھ دے کر بھاگتے ہوئے شہید ہوئے۔

پیش قدمی کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں یا کافروں سے ڈر کے بھاگ رہے تھے کہ پیچھے سے تیر لگ گئے اور شہید ہو گئے تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے چچا نے کہا کہ تینوں کوسینوں میں تیر لگے اور تینوں نے آگے بڑھتے بڑھتے جام شہادت نوش کیا ہے۔

ان تین شہزادوں کی ماں نے کیا نعرہ لگایا؟

قَالَتْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

کہنے لگی، اللہ کی تعریف ہے اور اللہ کا شکر ہے

الاذکار: ۱۵۲

نَالُوا الْفَوْزَ وَحَاطُوا الدِّمَارَ

میرے بیٹوں نے کامیابی پالی ہے اور میرے بیٹوں نے خاندان کی عظمت و

عزت بچالی ہے۔

اسلام کے بیٹے جو ہیں، بھاگ کے پشت میں تیر نہیں کھاتے، یہ سینے میں تیر کھاتے ہیں۔ یہ ایک ماں کا کلیجہ ہے، جس نے تین جگر پارے اسلام کو دیئے ہیں، وہ ایسی نہیں ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کی شہادت پہ روتی رہے اور اپنے بیٹوں کی شہادت کو مرثیہ بنادے۔

نہیں نہیں، اس کا کردار ایسا ہے کہ تین سگے بیٹے اسلام کو دے دیئے ہیں اور پھر اللہ کا شکر بھی ادا کیا ہے کہ وہ تینوں آگے بڑھتے ہوئے راہ حق کے مسافر بن گئے ہیں۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حسین کردار کے لحاظ سے آگے پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بالخصوص جو ہماری بہنیں سن رہی ہیں، وہ بھی آگے

پہنچائیں تو پھر وہ ایک منصب جو عورت کا ہوتا ہے، ادا ہوگا۔

حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا کی زبان کا اثر

حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا حج کرنے گئیں تھیں، واپسی پہ آرہی تھیں تو اونٹ مر گیا۔ اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ بڑا تھا اور بہت زیادہ عبادت گزار تھیں، جب اونٹ مر گیا تو وہ کہنے لگیں:

أَهْكَذَا فَعَلَ الْمَلُوكُ عِبِيدَهُمْ ضُعَفَاءَ

کیا بادشاہ اپنے کمزور غلاموں سے یوں ہی کرتے ہیں۔

لَقَدْ دَعَوْتَنِي إِلَى زِيَارَةِ بَيْتِكَ

تو نے خود ہی اپنے گھر کی زیارت کے لئے بلایا تھا۔ میں وہاں گئی اور واپس

اپنے گھر نہیں پہنچی کہ تو نے میرا اونٹ مار دیا

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

www.pdfbooksfree.pk

مَا كُنْتُ رَابِعَةً كَلَامَهَا حَتَّى عَادَتِ الْحَيَاةُ

نساء من التاريخ: ۲۷۳

ابھی ان کے جملے پورے نہیں ہوئے تھے کہ اللہ نے اونٹ کو دوبارہ زندہ کر دیا۔

جس وقت اسلام کی ایک بیٹی اپنے آپ کو اس کردار میں لے آتی ہے، جس

کا تذکرہ ہم کر رہے تھے، تو اسکو بالآخر یہ مرتبہ ملتا ہے کہ اللہ کے نزدیک اسکا مقام

بہت بلند ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَأَخِرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درجات اور مقامات ہیں۔
روایت حدیث کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو خواتین کا کتنا بڑا حصہ ہے
کہ نصف دین ان کی روایت سے ہے اور بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اتنا
کثیر الروایۃ ہونا، اس بات کا سبق تھا کہ اے خواتین اسلام! تمہارے لئے شروع
سے باقاعدہ اشاعت دین میں حصہ ہے اور اسلام نے باقاعدہ تمہارے لئے ایک علم
کا کوڑہ مختص کیا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی ماں کہنے والی بیٹیو!
جیسے ان کا علم تھا تم بھی وہ علم حاصل کرو، تم بھی وہ شعور حاصل کرو اور تم بھی وہ
دین حاصل کرو، دین کی فقاہت حاصل کرو۔ تمہیں تفسیر، حدیث اور فقہ کے لحاظ سے
ایک مقام ملنا چاہئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قیامت تک کے لئے اس قوم
کی بیٹی کے لئے اور مسلم خاتون کیلئے یہ کردار واضح کر رکھا ہے کہ تم ایسی نہیں ہو کہ
تمہارے لئے علم کے دروازے بند ہوں اور یہ ایک اجنبی چیز ہو بلکہ علم تمہارا ورثہ ہے
تمہیں ازواج مطہرات سے ورثہ ملا ہے اور اس کو معین کیا گیا ہے۔

لہذا ایک دختر اسلام آج بھی اس علم کی طرف جس وقت متوجہ ہوتی ہے تو ان
عظیم ماؤں کی برکت سے اللہ اس کو بھی زیورِ تعلیم عطا فرمادیتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے فرائض کے علم کا حصول

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

اِنَّہُ كَانَ یَحْلِفُ بِاللّٰہِ

وہ قسم اٹھا کے کہتے تھے کہ مجھے خدا کی قسم ہے۔

سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ کے پاس حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فوراً ایک تھال منگوایا اور ان درہموں کو اس میں ڈال کر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ شام تک مکمل سارے کا سارا تقسیم کر دیا۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔

فَلَمَّا أَمْسَتْ قَالَتْ يَا جَارِيَةُ هَلِمِي فِطْرِي

جس وقت مغرب کا وقت ہوا تو آپ نے ایک بچی سے کہا کہ افطاری کا

سامان لاؤ۔

فَجَاءَتْ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ

وہ بچی روٹی اور زیتون لیکر آئی

اس کے علاوہ گھر میں کچھ نہیں تھا

فَقَالَتْ لَهَا أُمُّ ذَرَّةٌ أَمَا اسْتَطَعْتَ مِمَّا قَسَمْتَ الْيَوْمَ أَنْ تَشْتَرِيَ لَنَا بِدَرْهِمٍ لَحْمًا نَفْطُرُ عَلَيْهِ

تو پاس بیٹھی ہوئی ام ذرہ نے کہا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا ایک لاکھ تم نے لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے، اس میں سے افطاری کے لئے گوشت ہی منگوالیتی، کھانا بھی بنا لیتی۔

فَقَالَتْ لَهَا لَا تَعْنِفِينِي لَوْ كُنْتُ ذَكَرْتَنِي لَفَعَلْتُ

صفۃ الصفوۃ: ۲۹/۲

آپ نے ام ذرہ سے کہا مجھ سے سختی نہ برتو اگر تم اس وقت مجھے یاد دلاتی تو

میں جو سبق ہے، وہ بہت عمدہ ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جو ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ابھی کلمہ نہیں پڑھا تھا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پہلے ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں تھیں۔ جس وقت صلح حدیبیہ کی مدت پوری ہو رہی تھی تو ابوسفیان مدینہ شریف میں سیاسی دورہ پر گئے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدت بڑھوانا چاہتے تھے۔

چونکہ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ مسلمان پوری تیاری کر کے مکہ شریف پہ حملہ کرنے کے لئے آرہے ہیں اور فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب ادھر کفار کی کمر ٹوٹ چکی تھی، وہ سمجھتے تھے جتنے دن صلح چلتی ہے، چلے۔ وہ آئے تاکہ کچھ مدت بڑھائی جائے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت بڑھانے سے انکار کر دیا کہ جو پہلے معاہدہ تھا وہاں تک رہے گا، آگے نہیں چلے گا۔

ابوسفیان نے کہا میں آیا ہوا ہوں تو میری بیٹی یہاں ہے اس سے ملتا جاؤں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ابوسفیان آگئے تو وہاں حجرہ مبارک میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر لگا ہوا تھا۔

فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ ﷺ

جب وہ چلے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھیں اب باپ اپنی بیٹی کے گھر میں جائے تو بستر لگا ہوا ہو اس کو کوئی جھجک نہیں کہ وہ بستر پہ بیٹھ جائے، ابوسفیان آگے بڑھے کہ بستر پہ بیٹھوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بڑھیا کو دیکھا وہ بیٹھ کے اون کات رہی تھی
مدینہ شریف کا پر کیف نگر ہے، ایک نہایت بوڑھی خاتون چرخہ کاتے کاتے
نعت شریف پڑھ رہی ہے اور اس کا بڑا عجیب انداز ہے۔ کہتی ہے:

عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَٰةُ الْأَبْرَارِ ﷺ

ہمارے محبوب ﷺ پر نیک لوگوں کا درود ہو۔

صَلَّى عَلَيْهِ الطَّيِّبُونَ الْأَخْيَارُ

یہ وہ محبوب ہیں کہ جن پر ہر پاک بندہ ہی درود پڑھتا ہے۔

ہر اچھا بندہ ہمارے محبوب ﷺ پہ درود پڑھتا ہے۔ دوسرے شعر میں
محبوب ﷺ کو تصور میں سامنے رکھ کے کہنے لگی:

قَدْ كُنْتُ قَوَّامًا بِكَاءً بِالْأَسْحَارِ

میرے پیارے محبوب ﷺ تمہاری ساری رات قیام میں گزر جاتی تھی اور

تم سحر کے وقت روتے تھے، امت کے لئے آنسو بہاتے تھے۔

يَا لَيْتَ شِعْرِي وَالْمَنَايَا أَطْوَارُ

مجھے پتہ نہیں ہے موت کے اسباب کئی ہوتے ہیں کہ موت کب آتی ہے کس

سبب سے آتی ہے، مجھے معلوم نہیں ہے۔

رورو کے کہتی ہے۔

هَلْ يَجْمَعُنِي وَحَبِيبِي الدَّارُ

کیا جنت مجھے اور میرے محبوب ﷺ کو اکٹھا کرے گی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوں یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہوں، ان کا پردے کے لحاظ سے بھی بڑا اونچا مقام ہے۔

اس واسطے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے

اس رداءِ نزاہت پہ لاکھوں سلام

خاتونِ اسلامی اور جہاد

اس طرح پردے میں ان شخصیات اسلام نے زندگی گزاری ہے۔ ہماری بیٹیوں کو ان کا کردار اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

جوشِ جہاد کے لحاظ سے آج کی ماؤں اور بہنوں کو جو کردار سامنے رکھنا چاہئے، اس کا تذکرہ کتاب الاذکار میں موجود ہے۔

جویریہ بنت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے چچا سے روایت کرتی ہیں، کہتی ہیں: تین سگے بھائی ٹستر کی جنگ میں شہید ہو گئے، یہ ایران کا معرلی علاقہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں وہ علاقہ فتح ہوا تھا، اس میں تین سگے بھائی شہید ہو گئے۔

جب ٹستر کے غازی ایک غازی سے مدینہ شریف واپسی پر ان شہدا کی والدہ نے انکا حال پوچھا تو اس غازی نے کہا۔

اِسْتَشْهَدُوْا

وہ تو شہید ہو گئے

قَالَتْ مُقْبِلِيْنَ اَوْ مُدْبِرِيْنَ